ڈاکٹر محمد اصغر سیال
اسسٹنٹ پروفیسر
شعبۂ اقبالیات، دی اسلامیہ یونی ورسٹی آف بہاولپور

عربی، فارسی، ہندی اور اردو حروفِ تہجی اور ان کی اشکال کا مسئلہ

ABSTRACT

Problem of Arabic, Persian, Hindi and Urdu alphabets and their forms

Dr. Muhammad Asghar Sial, Assistant Professor, Department of Iqbal Studies, The Islamia University of Bahawalpur

Letters are actually the written form of sounds. The Arabic and Persian alphabets are used in Urdu. The similarity in their forms and written form is a problem. In this paper, a research effort has been made towards this important issue. In the beginning, pictorial script was used for expression. After the member letter, the alphabet letter takes its place. Historians have presented different theories about their invention and evolution. Since the number of sounds used in Urdu is greater, Hindi letters were presented in mixed form. The number of Hindi, Arabic, Persian and Urdu letters which are now part of the Urdu alphabet. Uniformity in characters is also a problem. The problem of changing shapes of letters during transplantation is presented in this paper. The arrangement that the calligraphers have devised for writing the letters is presented. In written form, the techniques are written by Rasheed Hasan Khan in the same style.

Keywords: Urdu alphabets, Uniformity in characters, changing of Urdu letter, writing problem, Alphabets and their shapes.

حروف تہجی کی ایجاد:

حلق سے نکلنے والی آوازوں کو مقررہ صوتی نقوش سے ظاہر کیا جاتا ہے، یہی مقررہ حروف ''حروف تہجی'' کہلاتے ہیں۔حروفِ تہجی اور آوازیں ایک دن میں مقرر نہیں ہوگئیں بلکہ قدم بہ قدم ترقی کر کے موجودہ صورت میں متشکل ہوئی ہیں۔ حروف تہجی کے ارتقا کو دیکھیں تو اس کا آغاز تصویری رسم الخط سے ہوا جس میں سیکڑوں نشانات استعمال ہوتے تھے۔اس کے بعد رکنی خط ایجاد ہوا جس میں حروف صحیح کے آگے پیچھے حروف علت رہتے تھے۔رکنی خط کی ترقی یافتہ شکل الف بائی خط ہے۔

اس میں حروف صحیح اور حروف علت کے لیے علیحدہ علیحدہ علامات مقرر کی گئی ہیں۔ آج دنیا کی تمام مہذب اقوام میں الف بائی رسوم الخط رائج ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ سب سے پہلا الف بائی خط کون سا تھا؟ سب سے پہلے کس قوم نے کب اور کہاں اس خط کو استعمال کیا؟ اس کے متعلق مختلف نظریات پیش کیے جاتے ہیں۔ پروفیسر سید محمد سلیم آرامی کو سب سے پہلا الف بائی خط قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> بابل اور مصر کے درمیان جزیرہ نمائے سینا کے مشرقی کنارے پر ایک شہر کنعان جبرون، الخلیل ہے۔ یہاں آرامی نسل کی ایک شاخ آباد تھی۔ یہ فخر اس نسل کو حاصل ہے کہ تین ہزار قبل مسیح میں اس نے حلق سے نکلنے والی آوازوں کے لیے نقوش متعین کر لیے۔ یہ کل ۲۲ نقوش تھے۔ ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت۔ آرامی خط دنیا کا پہلا باقاعدہ تحریری خط ہے۔ دنیا کے بیشتر خطوط آرامی سے ماخوذ ہیں۔ ابجد آرامیوں کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔(۱)

اعجاز راہی نے الف بائی خط، فنیقی خط کو قرار دیا ہے۔ جسے فنیقی قوم نے رائج کیا تھا اعجاز راہی لکھتے ہیں:

> مصری طرزِ تحریر چوں کہ اشیا کے حوالے کو ظاہر کرتا تھا، چناں چہ فنیقیوں نے صوتی تخفیف کے اصول پر ان اشکال میں سے حروف تہجی کی ایجاد کا سلسلہ شروع کیا۔(۲)

گیان چندجین کے مطابق الف بائی خط سامی خط ہے جسے فلسطین (کنعان) اور شام وغیرہ میں مقیم سامیوں نے ایجاد کیا۔(۳) محمد اسحاق صدیقی کے مطابق سامی اور فنیقی خط دو نہیں بلکہ ایک ہی خط ہے۔ چناں چہ وہ لکھتے ہیں:

> چوں کہ سامی کے قدیم ترین کتبوں کا رسم الخط اور فنیقی خط بنیادی طور پر ایک ہیں۔ اس لیے شمالی سامی کہیے یا فنیقی بات ایک ہی ہے اور ہم یہاں ان دو لفظوں کو ایک ہی معنوں میں استعمال کریں گے۔(۴)

محمد اسحاق صدیقی کی طرح سید یوسف بخاری بھی سامی اور آرامی خط میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتے۔ انھوں نے لکھا ہے:

> جب سامی اقوام کا متمدن دنیا سے ربط بڑھا تو انھوں نے اپنی قدیم زبان سومیری کے علاوہ آرامی زبان اور خط دونوں کو اختیار کر لیا۔ اس لیے آرامی خط کا دوسرا نام سامی ہے۔(۵)

پروفیسر سید محمد سلیم نے اس بحث کو یورپی تعصب بتایا ہے کہ وہ اس عظیم ایجاد کو آرامی سامی نسل سے منسوب نہیں کرنا چاہتے۔(۶) مشہور مؤرخ ٹائن بی نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''مطالعہ تاریخ'' میں لکھا ہے:

سامی نسل نے علام انسانیت کو تین گراں قدر عطیات دیے ہیں: ۱۔توحید الہ کا تصور،
۲۔بحرِ محیط اطلسی (Atlantic) کا انکشاف، ۳۔حروفِ ابجد کی اختراع۔(۷)

مؤرخین اور محققین کی آراء سے معلوم ہوتا ہے کہ سامی، آرامی اور فنیقی وغیرہ سب ایک ہی خط کے مختلف نام ہیں تاہم ارتقائی لحاظ سے پہلا الف بائی خط ''سامی خط'' ہے اور آرامی و فنیقی اس کے ارتقائی مراحل ہیں۔

انٹرنیٹ پر وکیپیڈیا کمپیوٹر ویب سائٹ (wikipedia.org) پر بھی حروف تہجی کی ایجاد کو ''سامی نسل'' کا کارنامہ قرار دیا گیا ہے۔ چناں چہ حروفِ تہجی کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ سب سے پہلے سامی النسل یا فنیقی لوگوں نے حروف کو استعمال کیا۔بعض ماہرینِ لسانیات ان کی ابتداء قدیم مصر سے جوڑتے ہیں۔(۸)

محققین الف بائی خط کا زمانہ دو ہزار قبل مسیح بیان کرتے ہیں اور اس کا مقام ایجاد شام، سینا اور فلسطین کا علاقہ قرار دیتے ہیں جبکہ انسائیکلو پیڈیا اِنکارٹا میں لکھا ہے:

> The first alphabet was probably developed at least 3,500 years ago by people who lived on the eastern shore of the Mediterranean sea and spoke a Semitic language.(۹)

ابتدائی حروفِ تہجی کے بارے میں انکارٹا ۲۰۰۵ء میں تحریر ہے:

> Most scholars believe that the first known alphabet developed along the eastern Mediterranean coast between 1700 and 1500 BC.(۱۰)

حروف تہجی کے رواج کا زمانہ سترہ سو سے پندرہ سو قبل مسیح درست ہے کیوں کہ ان سے قبل کا الف بائی خط زندہ نہ رہا۔حروفِ تہجی چوں کہ ''ایکروفونی'' قاعدے کے تحت وجود میں آئے اس لیے یہ حروف ابتدا ًمیں بامعنی تھے۔مثلاً سینگ کو الف کہا جاتا تھا اور اسے ''ا'' کے نشان سے ظاہر کیا جاتا تھا۔اسی طرح ''ی'' ہاتھ کے معنوں میں مستعمل تھا۔

الف بائی خط کس سے اخذ کیا گیا ہے؟ اس امر میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ قدیم زمانے کے ہر اُس خط کو جو بحر رُوم کے نواح میں مستعمل تھا، الف بائی خط کا ماخذ بتایا جاتا رہا۔اس سلسلے میں مشہور نظریات یہ ہیں:

۱۔مصری خط کا تصور
۲۔ظروفی نشانات کا تصور
۳۔راش شامرہ کے میخی خط کا تصور
۴۔قدیم کنعانی کتبوں کا تصور
۵۔کریٹ کے خط کا تصور
۶۔چینی خط کا تصور

۱۔مصری خط کا تصور:

مصری ہیروغلیفی خط قدیم ترین خط ہے۔انکارٹا (MS Encarta) میں درج ہے:

> Egyptian hieroglayphs may be the oldest form of writing. The earliest evidence of an Egyptian hieroglayphic system is believed to be from about 3300 or 3200 BC.(۱۱)

محمد اسحاق صدیقی لکھتے ہیں کہ ۱۸۵۹ء میں معروف فرانسیسی عالم روز (Rouge) نے یہ تصور پیش کیا کہ الف بائی خط مصر کے ہراطیقی خط سے اخذ کیا گیا ہے۔(۱۲)

۲۔ظروفی نشانات کا تصور:

محمد اسحاق صدیقی لکھتے ہیں کہ ماہر مصریات سر فلنڈرز پیٹری (Sir Flinders Petric) کو مصر کے علاوہ بحرِ روم کے دوسرے ممالک کریٹ، سائپرس، کیریا، لیکیا اور اسپین وغیرہ میں پختہ برتنوں پر کندہ ایسے نشانات ملے جو فنیقی حروف سے مشابہت رکھتے تھے۔اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ بقائے اصلاح کے اُصول کے تحت یہی نشانات حرفِ تہجی بنے۔ پیٹا (Pietta) نے بھی گھسے ہوئے پتھروں پر فنیقی حروف کی شکل کے سانپ، درخت، پودے دیکھے اور یہ نتیجہ نکالا کہ یہی اشکال فنیقی حرف کا اصل ماخذ ہیں۔(۱۳)

۳۔راش شامرہ کے میخی خط کا تصور:

کچھ ماہرین کا خیال ہے کہ شامرہ کے میخی خط الف بائی خط کا ماخذ ہیں۔

۴۔قدیم کنعانی کتبوں کا تصور:

بعض ماہرین کے نزدیک کنعان (فلسطین) سے ملنے والے کتبے سینائی اور سامی خط سے ملتے جلتے ہیں۔لہٰذا یہ کتبے فنیقی (الف بائی) اور سینائی خط کا درمیانی مرحلہ ہیں۔

۵۔کریٹ کے خط کا تصور:

سر آرتھر ایونس نے کریٹ کے خط کو حروفِ تہجی کا ماخذ قرار دیا ہے لیکن محمد اسحاق صدیقی اس تصور کو رد کرتے ہوئے دو وجوہ بیان کرتے ہیں۔

۱۔ اگر کریٹ کا خط فنیقی خط (الف بائی خط) کو وجود میں لا رہا ہے تو پھر اپنے قریبی یونانی خط کو کیوں نہیں جنم دے سکا؟ چناں چہ یونانی خط الف بائی خط سے پیدا شدہ ہے۔

۲۔ کریٹ کا خط مکمل طور پڑھا نہیں جا سکا۔ اس لیے اسے فنیقی خط کا ماخذ بتانا ٹھیک نہیں۔ (۱۴)

۶۔ چینی خط کا تصور:

محققین میں سے بعض کا خیال ہے کہ الف بائی خط چین کے خط سے ماخوذ ہے لیکن راقم الحروف کے نزدیک یہ درست نہیں کیوں کہ چینی خط میں الف بائی خط کی کوئی خاصیت نہیں پائی جاتی۔

حروفِ روادف:

آرامیوں نے جس وقت سامی خط اِختیار کیا تو اس وقت اس میں ۲۲ حروف مستعمل تھے۔ عرصۂ دراز تک انھی حروف کو استعمال کیا گیا۔ ۲۰۰ء میں نبطیوں نے اس خط کو اختیار کیا تو انھیں اپنی آوازوں کی ادائیگی کے لیے مزید چھے حروف ثا، خا، ذال، ظا، ض اور غین شامل کرنے پڑے۔ یہ حروف ت، ح، د، ص، ط اور ع پر ایک نقطے کے اِضافے سے بنائے گئے۔ ان چھے حروف کو حروفِ روادف کہا جاتا ہے۔

اِبنِ ندیم تحریر کرتے ہیں کہ ہشام کلبی کے مطابق حروفِ روادف کا موجد وہی گروہ تھا جس نے حروفِ تہجی ایجاد کیے تھے۔ (۱۵)

محققین ہشام کلبی کے تصور کو درست خیال نہیں کرتے کہ حروفِ تہجی کا موجد عرب عاربہ کا گروہ تھا۔ حروفِ روادف کے بارے میں بھی محققین اُن کی رائے سے اتفاق نہیں کرتے۔ یہ بات یقین سے نہیں کہی جا سکتی کہ حروفِ روادف ایک ہی دفعہ ایجاد ہوئے یا رفتہ رفتہ وجود میں آئے۔ تاہم ام الجمال کے کتبے سے واضح ہوتا ہے کہ قبل از اسلام بھی حروف روادف مستعمل تھے۔

ہندی حروف کی ایجاد:

ہندی کے حروف کی ناگری رسم الخط میں ساخت یکسر مختلف ہے۔ اردو زبان کے لیے خط نستعلیق کو مخصوص کرنے کے بعد ہندی آوازوں کو ادا کرنے کے لیے دو نشانات ''ط'' اور ''ھ'' کا اضافہ کیا گیا۔ ان دو نشانات سے نئے حروف کو بآسانی وضع کر لیا گیا۔ ''ط'' کی علامت کو ب، د اور ر کے اوپر لگانے سے ٹ، ڈ اور ڑ حروف وجود میں آئے۔ یوں ہندی کی بھاری اصوات ادا کرنے کے لیے دو چشمی ہائے ''ھ'' کے ساتھ فارسی حروف سے مرکب کیا گیا جو حسب ذیل ہیں:۔

ب+ھ=بھ

پ+ھ=پھ

ت+ھ=تھ

ٹ+ھ=ٹھ

ج+ھ=جھ

چ+ھ=چھ

د+ھ=دھ

ڈ+ھ=ڈھ

ڑ+ھ=ڑھ

ک+ھ=کھ

گ+ھ=گھ

اردو حروف تہجی میں یہ اضافہ فطری تھا یہی وجہ ہے کہ نئے حروف گراں ثابت نہیں ہوئے۔ ان حروف کو شامل کرنے کے بعد اردو حروف تہجی کی تعداد بشمول ''ء'' اور ''ے'' اڑتالیس ہوگئی۔ اس کے علاوہ خط نستعلیق، فارسی رسم الخط سے مختلف ہے۔ ظاہری طور پر مشابہت کے باوجود ان میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔ اردو زبان میں موجود دیگر زبانوں کی مخصوص آوازوں کے لیے وضع کردہ حروف کے ساتھ ہی یہ رسم الخط ''اردو رسم الخط'' کے نام سے مشہور ہوا۔ اردو رسم الخط کے نام سے معروف اس خط میں مختلف زبانوں کے حروف کی تقسیم حسب ذیل ہے:

خالصتاً عربی حروف:

ان کی تعداد نو (۹) ہے۔ ث، خ، ذ، ص، ض، ط، ظ، ع، اور ق۔ عربی کے کل حروفِ تہجی درج ذیل ہیں، جن میں سوائے مذکورہ نو (۹) حروف کے باقی اردو میں بھی مستعمل ہیں:

ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع ف ق ک ل م ن و ہ ء ی

خالصتاً فارسی حرف: ''ژ'' خاص طور پر واحد حرف ہے جو خالصتاً فارسی زبان سے لیا گیا ہے۔ فارسی قدیم پیکانی حروف کی اشکال حسبِ ذیل ہیں:

http://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%A7%D8%B1%D8%AF%D9%88

ہندی زبان سے لیے گئے حروف:

ان کی تعداد چودہ (۱۴) ہے۔ ٹ، ڈ، ڑ، بھ، پھ، تھ، ٹھ، جھ، چھ، دھ، ڈھ، ڑھ، کھ، گھ۔

عربی اور فارسی کے مشترک حروف:۔

عربی اور فارسی کے مشترک حروف میں خ، ز، غ اور ف شامل ہیں۔

فارسی اور ہندی کے مشترک حروف:۔

فارسی اور ہندی کے مشترک حروف کی تعداد تین ہے۔ پ، چ اور گ۔

عربی، فارسی اور ہندی زبان کے مشترک حروف:۔

ان حروف کی تعداد پندرہ ہے۔ الف، ب، ت، ج، د، ر، س، ش، ک، ل، م، ن، و، ہ اور ی۔

خالص اردو حروف کی ایجاد:

اردو رسم الخط اڑتالیس حروف تہجی پر مشتمل تھا جو عربی، فارسی اور ہندی اصوات کو ادا کرنے پر قادر تھا لیکن بعض الفاظ ایسے تھے جنھیں کسی رسم الخط سے ظاہر نہیں کیا جا سکتا تھا۔ مثلاً کولھو، ننھا وغیرہ کی اصوات کو دیوناگری اور اردو رسم الخط میں اس طرح ادا کیا جاتا تھا۔ کول ہو، نن ہا یوں دو چشمی ہائے "ھ" سے مرکب اصوات کے لیے حرف موجود نہیں تھا۔ اس خامی کو دور کرنے کے لیے ماہرین نے سابقہ کلیے کے مطابق پہلے سے موجود حروف کے ساتھ مرکب بنا کر چار نئے حروف وضع کر لیے:

۱۔ ر+ ھ = رھ

۲۔ ل+ ھ = لھ

۳۔ م+ ھ = مھ

۴۔ ن+ ھ = نھ

مذکورہ بالا نئے حروف کی شمولیت سے اُردو رسم الخط میں حروف کی تعداد بشمول ''ء'' اور ''ے'' باون (۵۲) ہوگئی۔ یوں اردو رسم الخط ہر قسم کی اصوات کی ادائیگی کے لیے جامع رسم الخط کی حیثیت اختیار کر لی۔

مقتدرہ قومی زبان سے جاری کردہ حروفِ تہجی کی ترتیب:

مقتدرہ قومی زبان نے حروفِ تہجی کی ترتیب اور تعداد کے لیے باقاعدہ اجلاس کے دوران فیصلہ کیا کہ اردو زبان کے حروف کی تعداد ۵۸ ہے۔قبل ازیں اُردو لغت بورڈ کراچی نے ۵۳ حروف تہجی طے کیے تھے، جن میں ں (نون غنہ) شامل نہیں تھا۔مقتدرہ قومی زبان کی طرف سے جاری کردہ حروف کی تعداد و ترتیب حسب ذیل:

اردو حروف تہجی کی معیاری ترتیب

مقتدرہ قومی زبان میں ایک اجلاس مورخہ ۲۶۔جنوری ۲۰۰۴ء میں طے پایا کہ کمپیوٹر، کتابت، اشاریہ سازی اور تدریس کے لحاظ سے اردو کے ۵۸ حروف تہجی الف تا یے حسب ذیل ہیں:

ا آ ب بھ پ پھ ت تھ ٹ ٹھ ث ج جھ چ چھ ح خ د دھ ڈ ڈھ ذ ر رھ ڑ ڑھ ز ژ س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک کھ گ گھ ل لھ م مھ ن نھ ں نھ و وھ ہ ۃ ء ی یھ ے۔

ترتیب علامات: ا اَ اِ اُ ا اً اٍ اٌ اُ اِ آ

۔۔ڈاکٹر عطش درانی

اس سلسلے میں مقتدرہ قومی زبان پاکستان نے ''معیاری اردو قاعدہ'' بھی شائع کیا ہے، جس میں اردو لکھائی کے دوران آمدہ مشکلات کو کم کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔اس قاعدے میں ''ب'' کے بعد ''بھ'' اور ''پ'' کے بعد ''پھ'' لکھا گیا۔الف مقصورہ (ا)

کے بعد الف ممدودہ (آ) شامل کرنے کے متعلق ڈاکٹر نجیبہ عارف لکھتی ہیں: ''الف ممدودہ (آ) کو اس کے درست مقام یعنی ''مرکب'' حروف میں شامل کیا گیا ہے اور الف مقصورہ (ا) کے بعد رکھا گیا ہے۔ بعض احباب کو یہ غلط فہمی ہے کہ ''آ'' ایک مفرد آواز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مد کی علامت دوسرے الف کی موجودگی کو ظاہر کرتی ہے۔ چناں چہ جب دو الف ساتھ ساتھ آئیں تو انھیں الف پر مد کی علامت سے ظاہر کیا جاتا ہے۔''(۱۶)

اب اردو حروف تہجی کی تعداد ۵۸ ہے۔ اس طرح یہ مخلوط رسم الخط' اردو رسم الخط' کے نام سے رائج ہے جس میں وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔

حروف کی اشکال:

اردو رسم الخط میں حروف کی اشکال میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ اردو کیوں کہ ترکیبی خط ہے۔ پروفیسر سید محمد سلیم نے اسے ترکیب کے لحاظ سے دس گروہوں میں تقسیم کیا ہے:

۱) اط ظ

۲) ب پ ت ٹ ث اور ن، ی

۳) ج چ ح خ

۴) د ڈ ذ

۵) ر ڑ ز ژ

۶) س ش

۷) ص ض

۸) ع غ

۹) ف ق

۱۰) ک گ ل (۱۷)

حروف کی اشکال کے لحاظ سے تحریر میں آسانی کے لیے عبدالواحد، نادر القلم نے ''قرطاس وقلم'' کے عنوان سے حروف کی ترتیب اس طرح دی ہے:

۱) آ ب ت ک گ ف ہ ھ ے

۲) لاء د ر ذ ز و ہ ط م

۳) ن ل ق س ش ص ی ی ج ع (۱۸)

خطاطی کے لحاظ سے پہلے گروہ میں شامل حروف بآسانی لکھے جاسکتے ہیں۔ دوسرے گروہ کے حروف میں قوس شامل ہے ان حروف کو لکھنے میں بچے دقت محسوس کرتے ہیں۔ آخری گروہ میں سیدھے دائرے والے حروف پہلے اور اُلٹے دائرے والے حروف یعنی ج اور ع وغیرہ کو آخر میں رکھا گیا ہے۔ راقم الحروف کے مطابق تحریر میں جلد مہارت حاصل کرنے کے لیے مذکورہ ترتیب بہتر ہے۔

حروف کی اشکال میں یکسانیت:

اردو رسم الخط میں حروف کی اشکال دیگر زبانوں کے مقابلے میں مختلف ہوتی ہیں۔ انگریزی اور دیگر یورپی زبانوں میں حروف اپنی اصل حالت میں لکھے جاتے ہیں۔ اُردو حروف مفرد حالت میں بھی یکسانیت کے باوجود مختلف ہیں۔ یکساں اشکال کے حامل حروف کو درج ذیل حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱) ب، پ، ت، ٹ، ث۔ یہ ایسے حروف ہیں جو بنیادی شکل تو ایک جیسی رکھتے ہیں لیکن نقاط کے فرق سے اپنی الگ پہچان رکھتے ہیں۔

۲) ج، چ، ح، خ۔ یہ حروف کا ایسا گروہ ہے جو اساسی صورت تو ایک رکھتا ہے لیکن نقاط کی تعداد اور ترتیب سے الگ حیثیت سے پہچانا جاتا ہے۔

۳) د، ڈ، ذ۔ قوس نما شکل کے حامل یہ حروف نقطے اور ''ط'' کی علامت سے الگ الگ آوازوں کو ظاہر کرتے ہیں۔

۴) ر، ڑ، ز، ژ۔ ان حروف میں بھی یکسانیت پائی جاتی ہے لیکن ''ط'' اور نقاط سے ممیز کیے جاسکتے ہیں۔

۵) س، ش۔ یہ دونوں حرف صرف تین نقطوں کی وجہ سے الگ الگ کیے جاسکتے ہیں۔

۶) ص، ض۔ ان دونوں حروف میں بھی بنیادی طور پر صرف ایک نقطے کا فرق کیا جاسکتا ہے۔

۷) ط، ظ۔ یہ حروف بھی صرف ایک نقطے سے ممیز ہوتے ہیں۔

۸) ع، غ۔ ان حروف کی شکل یکساں ہے، صرف ایک نقطے سے آواز میں تبدیلی واضح کی جاتی ہے۔

بچوں اور غیر ملکیوں کو تحریر کے دوران معمولی فرق کی وضاحت سے بخوبی مندرجہ بالا حروف سے آشنا کیا جاسکتا ہے۔ یوں بچے ابتدا ہی سے صحیح طریقے سے اردو لکھائی اور حروف میں فرق کرسکیں گے۔

حروف کی اشکال میں تبدیلی:

اردو رسم الخط میں حروف کی اشکال میں تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے۔ نو آموز بچوں اور غیر ملکیوں کو اردو لکھائی میں

جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان میں حروف کی اشکال کا معاملہ قابلِ توجہ ہے۔ دورانِ تحریر حروف کی کئی اشکال سامنے آتی ہیں۔ مثلاً ''ب'' کی شکل مختلف حروف کے ساتھ ملنے کے بعد تبدیل ہو جاتی ہے۔ بکری، بن، بم، بہن، بستر، بوری، بی بی وغیرہ۔ الفاظ میں حرف کی ابتدائی حالت مختلف اور جزوی صورت میں سامنے آتی ہے۔ سکولوں میں عموماً سالم شکل ہی سکھائی جاتی ہے جبکہ جزوی اشکالِ حروف پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی۔ جس سے طالبِ علم اردو لکھائی میں دقت محسوس کرتے ہیں۔ الفاظ میں حروف کی پیوند کاری غلط املا کا بھی سبب بنتی ہے۔

اُردو رسم الخط میں حروف ایک دوسرے سے ملنے کے بعد کئی جزوی شکلیں اختیار کر لیتے ہیں۔ ان حروف کی اشکال اس قدر زیادہ ہیں کی حال ہی میں (اپریل ۲۰۱۰ء) شائع ہونے والے ''معیاری اُردو قاعدہ'' میں حروفِ تہجی کی جزوی ابتدائی، درمیانی اور آخری شکلوں کو پندرہ گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ (۱۹) حرف کو حرف کے ساتھ ملانے کا عمل ترکیب کہلاتا ہے۔ رشید حسن خاں نے اس کی تین صورتیں متعین کی ہیں:

''۱) ترکیبِ سابق

۲) ترکیبِ لاحق

۳) ترکیبِ طرفین

ترکیبِ سابق کا مطلب ہے: حرف کا اپنے سے پہلے حرف سے ملنا، جیسے ''با'' میں الف کا ب سے ملنا۔

ترکیبِ لاحق کا مفہوم ہے: حرف کا بعد والے حرف سے ملنا جیسے ''رنج'' میں ن کا ج سے ملنا۔

ترکیبِ طرفین سے مراد ہے: حرف کا دونوں طرف سے یعنی اپنے پہلے والے اور بعد والے حرف سے ملنا۔ جیسے عجب'' میں ج کا ع اور ب سے ملنا۔

نو (۹) حرف ایسے ہیں جو کسی اگلے حرف سے ملا کر نہیں لکھے جاتے، گویا یہ حرف ترکیبِ لاحق سے محروم رہتے ہیں اور اس طرح ترکیبِ طرفین سے خود بخود محروم رہیں گے۔

یہ حروف ہیں: ا، د، ڈ، ذ، ر، ڑ، ز، ژ، و۔ جب بھی یہ حرف کسی کلمے میں واقع ہوتے ہیں تو وہاں پر اس لفظ کی ترکیب ٹوٹ جاتی ہے اور وہ کلمہ ٹکڑوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ جیسے دیدار، دال، ڈوریا، وقت، بولنا۔ ب، پ، ت، ٹ، ث، ن، ی، یہ سات حرف ترکیب کی صورت میں ٹوٹ کر تین شکلیں اختیار کر لیتے ہیں۔

(ا)۔ جب یہ س، ش، ص، ج، ط، ظ، ع، غ، ف، ق، و، ی، ان بارہ حرفوں کے ساتھ ترکیبِ لاحق کے ساتھ آئیں گے تو ان کی مختصر صورت یہ ہوگی:

۔۔۔۔ نقطوں کی مدد سے مختلف حروف کی تعین کی جائے گی۔ جیسے: بس، نص، یش، تو، بر، بع، بط، یف، بی، بے، نے، ٹوپ۔ اگر ی درمیانی حرف ہوگا تو یہ صورت نہیں آئے گی، اس وقت ان حرفوں کو شوشے کی صورت میں لکھا جائے گا۔

جیسے: نیم، بیمار، تیمم۔

(۲)۔ مذکورہ سات حرف (ب، ت،۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔) جب ج، چ، ح، خ، م، ان پانچ حرفوں کے ساتھ ترکیبِ لاحق کے ساتھ آئیں گے۔ تو ان کی مختصر شکل یہ ہوگی۔/ جیسے بچ، رنج، بم، یم، تج۔

کہنی دارہ جیسے: بہت، نہانا، ٹہلنا ہائے مخلوط کے ساتھ بھی یہی صورت رہے گی۔ جیسے: ٹھک، بھٹ۔

(۳) باقی حروف کے ساتھ ترکیبِ لاحق کی صورت میں ان کو شوشے کی صورت میں لکھا جائے گا۔ جیسے بدن، بن، تک، بل، تگ۔

ج، چ، ح، خ: ترکیب لاحق کی صورت میں ان کا ابتدائی حصہ باقی رہتا ہے، جیسے: جمنا، چلو، ترکیبِ طرفین کی صورت میں بھی ان کو اسی طرح لکھا جائے گا۔ ترکیبِ سابق کی صورت میں یہ پورے لکھے جائیں گے۔ جیسے: رنج، کیچ۔

د، ڈ، ذ: یہ حرف صرف ترکیبِ سابق کو قبول کرتے ہیں اور اس صورت میں ذرا سی تبدیلی یہ ہوتی ہے کہ ان کا مڑا ہو سر سیدھا ہو جاتا ہے۔ جیسے: بد، نذر، صد۔

ر، ڑ، ز، ژ: یہ حروف بھی ترکیب سابق ہی کو قبول کرتے ہیں۔ اور اس صورت میں ان میں سے ایک کشش کا اضافہ ہو جایا کرتا ہے۔ جس سے اتار پیدا ہو جاتا ہے، جیسے: نظر، کم، تر، بڑ، پژمردہ۔

س، ش، ص، ض: ترکیبِ لاحق کی صورت میں ان حروف کا جزوِ اول باقی رہتا ہے، جیسے: سل، شام، صاف، جعف۔ یہ خیال رہے کہ ص اور ض میں شوشہ، جزوِ حرف ہے۔ یہ ہمیشہ نمایاں رہے گا، جیسے: صبا کہ اس کو ''صا'' نہیں لکھا جا سکتا۔

ط، ظ: یہ دونوں حرف ہر صورت میں اسی طرح رہتے ہیں جیسے: طرح، بط، نظر۔

ع اور غ کا یہ حال ہے کہ مفرد ہوں یا ترکیبِ لاحق ہو، دونوں صورتوں میں ان کا سر کشادہ رہتا ہے۔ لیکن ترکیبِ سابق میں بند کر دیا جاتا ہے۔

ف کا سر پوری صورت میں بند ہے۔ مگر ترکیب سابق میں کھل جاتا ہے۔ جیسے: تف وغیرہ، ترکیبِ لاحق میں اس کا سر بند رہتا ہے۔ جیسے: فرقت، ترکیبِ طرفین میں سر کھل جائے گا، جیسے: نفس۔

ق: ترکیبِ لاحق میں ف کی طرح ق کا سر بھی بند رہتا ہے۔ جیسے: قالب، ترکیب سابق میں ف کے برخلاف، ق کا سر بند رہتا ہے، جیسے: شق۔ ترکیب طرفین میں ف اور ق دونوں کا سر کھل جائے گا جیسے: نفس، نقش، نفع، شفقت۔

ک، گ: ان دونوں حرفوں کو الف اور لام کے ساتھ جب ترکیب لاحق دی جائے گی تو ان کی صورت گول ہو جائے گی، جیسے: کا، کل، گا، گل۔ الف اور لام کے سوا دوسرے حرفوں کے ساتھ ترکیب کی صورت میں ان کا ابتدائی حصہ (ک یا گ) آئے گا۔ جیسے: بکنا، لگنا، کب، گپ، کر۔

ل: ترکیب کی صورت میں اس کا ابتدائی حصہ (ل) باقی رہے گا، جیسے: تلنا، چلنا، لکڑی، لایا، لگانا،

م: ترکیبِ لاحق اور ترکیبِ طرفین کی صورت میں اس کا پہلا حصہ (م) باقی رہ جاتا ہے۔ جیسے: چمکنا، مٹنا، مانا۔ آخر میں اور کی طرح یہ بھی پورا لکھا جائے گا۔

ہ: ترکیبِ لاحق کی صورت مین یہ ب وغیرہ کے شوشے کی صورتی میں آئے گی۔ جیسے: ہوا، ہم، ہمت۔ شوشے کے نیچے ایک اور شوشہ بنایا جائے گا۔ جسے لٹکن بھی کہتے ہیں۔ (ہد) ترکیبِ طرفین میں اس کی صورت بدل جاتی ہے اور اس صورت کو کہنی دار ''ہ'' کہا جاتا ہے۔ جیسے: بہت، کہنا، ترکیبِ سابق میں اس کی صورت ایک شوشے سے ملتی جلتی ہوتی ہے۔ اگر ''ہ'' ملفوظ ہے تو اس کے نیچے کا شوشہ نہیں آئے گا۔ جیسے: سرمہ، کعبہ۔ ہائے مخلوط کو دوچشمی کی صورت میں لکھا جائے گا، جیسے: گھر، بھرے''(۲۰)

ذیل میں حروف کی مختلف شکلوں کو بآسانی دیکھا جاسکتا ہے:۔

ا (الف): اب، بابا۔

ب، پ، ت، ٹ، ث، (ن، ی): بابت، پالش، تجارت، ٹماٹر، ثمر، روشنی، یاس، بارانی، بہت، انسانیت۔

ج، چ، ح، خ: حج، رنج، عجیب۔

د، ڈ، ذ: ندا، کھنڈر، مدد، انداز۔

ر، ڑ، ز، ژ: تراب، بڑ، سیراب، شرارت۔

س، ش: سنگ، مشاق، کوشش، مشق، شخصیت، بس، کشش۔

ص، ض: صفائی، غضب، بعض، صادق، مصدق، ریاضت، غیض۔

ط، ظ: طائف، بطل، بطخ، تلاطم، طمانیت، غلط، مسقط، طور۔

ع، غ: عقاب، عافیت، انعام، نعمت، غصہ، نفع، شمع، غربت، دریغ۔

ف: فوارہ، تفریح، صف، صفائی، شفقت، نحیف۔

ق: قابل، وقعت، تقدیر، شق القمر، عشق، نقاہت، طریق۔

ک، گ: کابل، کل، گائے، گل، کعبہ، نکہت، فلک، ملک، کریم، گلہ، شک۔

ل: لاگ، بلاوا، کلب، مالی، لحاظ، خلل، کل۔

م: ماں، ممتاز، جمادات، ایٹم بم، نظم، متمکن، اعظم۔

ن: نامناسب، نقد، نبھانا، نجاست، نخوت، صابن، نوید، نصیب، کوہکن۔

و: وفا، نوا، ہوا، قومیت، بالعموم، عفو۔

ہ: ہا کی، ہاتھی، بہت، لہلاہٹ، ماشہ، مہ، مہر، تہ، بہہ۔

ی: یاداشت، یخ، بیمار، بیان، یوسف، ایوب، یعقوب، پاکستانی، تاریخی۔

اردو حروفِ تہجی کی مفرد اور مرکب اشکال کے لحاظ فرق پایا جاتا ہے۔ یکسانیت اور نقاط کے فرق سے ہی حروف کی شناخت ہوسکتی ہے۔ اس سلسلے میں مزید بہتری کی گنجائش باقی ہے۔ خاص طور پر بین الاقوامی طلبہ و طالبات کی سہولت کے لیے حروف کی اشکال کو تبدیلی کے ساتھ آسان کیا جاسکتا ہے۔ نادرالقلم کی ترتیب نوآموز متعلمین کے لیے سہل اور بہتر ہے۔ روایتی انداز سے ہٹ کر مشق کے دیے گئے طریقوں سے اس مسئلے کو حل کیا جاسکتا ہے۔

حواشی

(۱) پروفیسر سید محمد سلیم، تاریخ خط و خطاطین، مرتبہ عزیز الرحمٰن، (کراچی: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء)، ص ۱۵، طبع اوّل

(۲) اعجاز راہی، تاریخِ خطاطی، (لاہور: ادارہ ثقافت پاکستان ۱۹۸۶ء)، ص ۴۷

(۳) گیان چند جین، عام لسانیات، (نئی دہلی: ترقی اردو بیورو، طبع اول، ۱۹۸۵ء)، ص ۶۸۱

(۴) محمد اسحاق صدیقی، فنِ تحریر کی تاریخ، (علی گڑھ: انجمن ترقی اردو، ۱۹۹۲ء)، ص ۱۵۴

(۵) سید یوسف بخاری، خطاطی اور ہمارا رسم الخط، (کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی ناشران و تاجران کتب، ۱۹۰۹ء)، ص ۲۱

(۶) پروفیسر سید محمد سلیم، تاریخ خط و خطاطین، مرتبہ عزیز الرحمٰن، ص ۳۶

(۷) ایضاً، ص ۳۶

(۸) http://ur.wikipedia.org

(۹) Microsoft Encarta Encyclopedia 2005. CD

(۱۰) ایضاً

(۱۱) ایضاً

(۱۲) محمد اسحاق صدیقی، فنِ تحریر کی تاریخ، محولہ بالا، ص ۱۵۶

(۱۳) ایضاً

(۱۴) ایضاً، ص ۱۵۷

(۱۵) ابنِ ندیم، اقوامِ عرب وعجم کا اُسلوبِ تحریر اور فنِ لغت نویسی، ترجمہ مولانا محمد حنیف ندوی مشمولہ جریدہ، ۲۰۰۴ء، شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی، ص ۱۵

(۱۶) ڈاکٹر نجیبہ عارف، معیاری اُردو قاعدہ: ایک تعارف، مشمولہ اخبارِ اردو، جلد ۲۷، شمارہ ۵، مئی ۲۰۱۰ء، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

(۱۷) پروفیسر سید محمد سلیم، اردو رسم الخط، (کراچی: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۱ء)، ص ۹۳۔۹۴

(۱۸) عبدالواحد، نادر القلم، قرطاس و قلم، رہنمائے خوشنویسی، ترتیب: ایم ایم صابری، (لاہور: صابری برادرز پبلشرز، س

ن)،ص ۱۴۲

(۱۹) ڈاکٹر نجیبہ عارف، معیاری اُردو قاعدہ: ایک تعارف،ص۱۱

(۲۰) الف: رشید حسن خان، اُردو املا، (دہلی: نیشنل اکادمی، دریا گنج، مئی ۱۹۷۴ء)،ص ۵۰۳،

ب: ڈاکٹر طارق عزیز، اُردو رسم الخط اور ٹائپ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء)،ص ۱۵۸۔۱۶۱

مآخذ:

(۱) بخاری، یوسف، سیّد، خطاطی اور ہمارا رسم الخط، کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی ناشران وتاجران کتب، ۱۹۰۹ء

(۲) جین، گیان چند، عام لسانیات، نئی دہلی: ترقی اردو بیورو، طبع اول، ۱۹۸۵ء

(۳) خاں، رشید حسن، اُردو املا، دہلی: نیشنل اکادمی، دریا گنج، مئی ۱۹۷۴ء

(۴) راہی، اعجاز، تاریخ خطاطی، لاہور: ادارہ ثقافت پاکستان ۱۹۸۶ء

(۵) سلیم، سیّد محمد، پروفیسر، تاریخ خط وخطاطین، مرتبہ عزیز الرحمٰن، کراچی: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء، طبع اوّل

(۶) سلیم، سیّد محمد، پروفیسر، اردو رسم الخط، کراچی: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۱ء

(۷) صدیقی، محمد اسحاق، فنِ تحریر کی تاریخ، علی گڑھ: انجمن ترقی اردو، ۱۹۹۲ء

(۸) عبدالواحد، نادر القلم، قرطاس وقلم، رہنمائے خوشنویسی، ترتیب: ایم ایم صابری، لاہور: صابری برادرز پبلشرز، س ن

(۹) عزیز، طارق، ڈاکٹر، اُردو رسم الخط اور ٹائپ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء

رسائل

(۱) اخبارِ اردو، جلد ۲۷، شمارہ ۵، مئی ۲۰۱۰ء، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

(۲) جریدہ، ۲۰۰۴ء، شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ جامعہ، کراچی

ویب گاہ، سی ڈیز

http://ur.wikipedia.org

Microsoft Encarta Encyclopedia 2005. CD